Regd. # MC-1177

ستارے جھلملا کے زیر زیر دامانِ سحر آئے
ابھی تک جاگتا ہوں میں کہ شائید فتنہ گر آئے

اکابرین اہلسنّت پر مبنی بر کذب
صریح الزمات وافتراءت کا

تحقیقی تجزیہ

بنام

"احقاقِ حق علیٰ ابطالِ باطل"

اثر خامہ ضیغم اہلسنّت شیخ طریقت محافظ وعلمبردار مسلکِ اعلحضرت رئیس التحریر

مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

جمعیّت اِشاعت اہلِسُنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

ستارے جھلملا کے زیر دامانِ سحر آئے
ابھی تک جاگتا ہوں میں کہ شاید فتنہ گر آئے

اکابرینِ اہلسنت پر مبنی بر کذب صریح الزامات وافتراءات کا

تحقیقی تجزیہ

بنام

احقائق حق علیٰ ابطالِ باطل

اثر خامہ

ضیغمِ اہلسنّت، محافظ و علمبر دارِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، رئیس التحریر،
حضرت علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب: احقاقِ حق علیٰ ابطالِ باطل

مؤلف: حضرت علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی مدظلہ العالی

صفحات: 72

تعدادِ اشاعت: 5000

سن اشاعت: رجب المرجب ۱۴۴۰ھ۔اپریل ۲۰۱۹ء

ناشر: جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے

فرمایا:

پہلے ہو اُن کا ذکر کہ پائے جلا نماز
یہ کہتی ہے اذان جو پچھلے پہر کی ہے

تاریخ الخلفاء، درمختار، کشف الغمہ، فتاویٰ کبریٰ جلد اوّل وغیرہم میں مجاہد اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر میں اذان کے بعد رافضی بادشاہوں کا جاری کردہ بادشاہوں اور خاتون حکمران پر جاری کردہ سلام بند کر کے حضور نبی اکرم، رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۷۹۱ھ میں صلوٰۃ وسلام شروع کرایا۔ ان مستند حوالہ جات کی روشنی میں ۷۹۱ھ سے مصر میں صلوٰۃ وسلام جاری ہے اور پھر محدثِ اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمہ ۱۹۴۸ء سے پہلے مرکزِ اہلسنّت دارالعلوم بریلی شریف میں شیخ الحدیث تھے، وہاں ابتداء ہی سے صلوٰۃ وسلام جاری تھا پھر قیامِ پاکستان سے بہت پہلے حزب الاحناف لاہور میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی ابوالبرکات سیّد احمد قادری، علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری رضوی مسجد وزیر خاں لاہور میں داتا دربار میں موجود تھے۔ علی پور شریف میں امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ علی پوری، ملتان شریف میں غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی، گجرات میں علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی وغیرہم قدست اسرارہم موجود تھے اور اذان کے بعد درود وسلام جاری وساری تھا۔

پھر یہ کہنا سراسر جہالت ولاعلمی اور ناواقفیت ہے کہ مولانا سردار احمد نے ۱۹۵۳ء میں سب سے پہلے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں جمعہ کے روز عصر کی نماز سے صلوٰۃ وسلام کی ابتداء کی اور پھر سارے ملک میں پھیل گیا۔

بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

مرتد ظفر اللہ قادیانی سے ملاقات اور تھپلی کا مفروضہ اس لئے گھڑا گیا تھا کہ امامِ اہلسنّت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ اہلسنّت کے مخالف کسی بھی باطل فرقہ سے اتحاد واشتراک ہرگز ہرگز پسند نہ فرماتے تھے۔ مرزائی تو مرزائی تحذیر الناس اور تقویۃ الایمان میں ختمِ نبوت کا انکار

کرنے والوں کے ملنے والوں سے بھی سلام ومصافحہ ہرگز ہرگز نہ فرماتے تھے۔ فقیر کا تو اپنا مشاہدہ بھی ہے اور آپ کی سوانح عمری میں صاف لکھا ہے۔ ایامِ علالت میں جب حضرت مخدوم پیر سیّد محمد معصوم شاہ نوری رحمۃ اللہ علیہ عیادت کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا: شاہ صاحب فقیر کی دو باتوں کے گواہ رہنا۔ فقیر حضور غوثِ پاک سرکارِ بغداد قدس سرہٗ کا غلام اور مرید ہے۔ دوسری یہ کہ فقیر نے عمر بھر کسی بے دین بدعقیدہ سے مصافحہ نہیں کیا۔ جب آپ ۱۹۵۶ء میں حج وزیارت کے لئے جارہے تھے قاضی احسان احمد شجاع آبادی آپ کا علمی جاہ وجلال اور حسین وجمیل نورانی شکل وصورت اور احباب وعلماء کا اژدہام دیکھ کر آگے بڑھا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے مگر آپ نے مصافحہ کرنے سے صاف انکار فرمادیا۔ عقیدہ ومسلک پوچھا، تحذیر الناس، حفظ الایمان وغیرہ کتابوں کے مصنفین کے بارے میں سوال کیا تو وہ لاجواب ومبہوت ہوگیا۔ یہ کہ ایک بار سالار والا ضلع لائکپور کے قریب ایک گاؤں میں خطاب ووعظ کے لئے بلائے گئے تو ایک مرزائی قادیانی نمبردار نے مصافحہ کرنا چاہا اور ہاتھ پھیلا دیئے مگر آپ نے صاف انکار فرمادیا اور کہا میں نے سنا ہے آپ مرزائی قادیانی ہیں۔ وہ مرزائی جل بھن کر غصہ میں لال پیلا ہوکر کہنے لگا: میں جلسہ نہیں ہونے دوں گا مگر آپ نے جلسہ کرکے دکھایا۔ (کتاب محدثِ اعظم پاکستان، ص ۱۷۸،۱۷۹)

یہاں یہ بھی لمحہ فکریہ ہے کہ اگر معاذ اللہ آپ نے مرزائی وزیر خارجہ سے ملاقات کی ہوتی اور تھپکی لی ہوتی تو قاضی احسان احمد دیوبندی نے آپ سے مصافحہ کیوں کرنا چاہا۔

یہاں یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ یہ عاقبت نااندیش ایک طرف تو حضور سیّدی محدثِ اعظم پر مرزائی وزیر خارجہ سے ملاقات کا الزام لگا کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کررہے تھے۔ دوسری طرف یہی دیوبندی وہابی غیر مقلد جناب مختار انور صاحب، ایڈوکیٹ سپریم کورٹ اسلام آباد اور خان محمد عمر خاں صاحب ایڈوکیٹ کے بار روم میں جا جا کر مولوی تاج محمود دیوبندی اور غیر مقلدین کے ضلعی سیکریٹری کی رفاقت میں امامِ اہلسنّت محدثِ اعظم سے ملاقات کی کوشش کررہے تھے اور عرض کررہے تھے "آپ ہمارے صدر اور امیر اور ہم آپ کے رضاکار اور مقتدی

ہو کر کام کریں گے" حضور محدثِ اعظم نے فرمایا "پہلے آپ تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہینِ قاطعہ، تقویۃ الایمان کی گستاخانہ عبارات سے توبہ کریں پھر آپ ہی صدر بن جائیں" فقیر کو صدارت کی ضرورت نہیں، توبہ کرلیں فقیر آپ کا بطورِ رضا کار کام کرے گا مگر ان کے توبہ مقدر میں نہ تھی۔

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ جب اس جھوٹے الزام پر شہر لائلپور میں جوابی جلسے اور ہنگامے ہوئے تو اُس وقت کے ڈپٹی کمشنر نے اخباری کانفرنس میں بیان جاری کیا تھا جو روزنامہ سعادت لائلپور، روزنامہ عوام، روزنامہ غریب لائلپور میں چھپا تھا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد نے وزیر خارجہ سے کوئی ملاقات نہیں کی۔ یہ اخبارات پیش کئے جا سکتے ہیں۔

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشہ کہیں جسے

حضور سیّدی محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ کی نمازِ جنازہ میں لاکھوں کا اژدہام تھا۔ کراچی سے پشاور تک کے علماء ومشائخ اہلسنّت تو تھے ہی اخبار روزنامہ غریب وروزنامہ سعادت کی رپورٹ ملاحظہ ہو" نمازِ جنازہ میں مولوی تاج محمود دیوبندی، مولوی محمد یعقوب دیوبندی اور دیوبندی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے کارکنوں نے شرکت کی۔ لاہور میں مجلسِ فروغ سنت دیوبندی کے زیر اہتمام پروفیسر خالد محمود ہاشمی دیوبندی کی صدارت میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا" اسلام کے لئے مولانا سردار احمد کی خدمات کو سراہا گیا۔ بتایا جائے معاذ اللہ جب وہ مرزائی وزیر خارجہ سے ملاقات کر رہے تھے تو دیوبندی علماء کس اُصول سے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے تھے؟

اور چلئے اور دیکھئے! بلاشک وشبہ کسی مرتد ومردود مرزائی سے ملنا جلنا کسی مسلمان اہلِ ایمان کے شایانِ شان نہیں۔ سخت وشدید حرام ہے مگر جھوٹ بولنا اور افتراء کرنا کیسا ہے؟ لیکن یہ بھی بتایا جائے مرزا دجال قادیان غلام قادیانی اور مرزائیوں کے آقائے نعمت انگریز مردود ہندوؤں مشرکوں بت پرستوں سے ملنے جلنے اور اتحاد واشتراک کرنے کا کیا حکم ہے

۳۱ جنوری ۱۸۵۷ء بروز یکشنبہ انگریز لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر نے مدرسہ

دوسروں کی آنکھ میں تنکا دیکھنے والوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ وہ اس حقیقت سے نظریں کیوں چراتے ہیں کہ ان کے قاسم العلوم مولوی محمد قاسم نانوتوی (جس طرف خود کو منسوب کر کے اور قاسمی کہلوا کر فخر محسوس کرتے ہیں) نے اپنی ذہانت اور منطق کا مظاہرہ کرتے ہوئے تحذیر الناس کی صورت میں قادیانیوں کو ایسا تحفہ دیا جسے آج تک وہ مسلمانوں کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ بات ریکارڈ کا حصہ بن چکی ہے کہ اسمبلی میں مرزا ناصر نے یہی دلیل پیش کی تھی کہ آپ کے مولانا ہی لکھ رہے ہیں کہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ماننا تو عوام کا خیال ہے۔ آپ کے بعد بھی اگر کوئی نبی آجائے تو خاتمیت محمدیہ میں فرق نہیں آئے گا۔ اگر ہمارے مرزا صاحب آگئے ہیں تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس دلیل کے جواب میں علمائے دیوبند پہ سکوت طاری ہوگیا۔ ان کو احسان ماننا چاہیے علمائے اہلسنّت و جماعت کا جنہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے نزدیک مرزا بھی کافر ہے اور ایسی عبارات کے قائل بھی دائرہ اسلام سے خارج ہین اگر یہ جواب نہ دیا جاتا تو شاید آج تحریک کا انجام کچھ اور ہوتا۔

علمائے اہلسنّت پر مرزائیت نوازی کا الزام لگانے سے پہلے تحریکِ ختمِ نبوت پہ نظر دوڑاؤ 30 جون 1977ء کو قومی اسمبلی میں حزبِ اختلاف کی جانب سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے جو قرارداد پیش کی گئی جس پر حزب اختلاف کے بائیس افراد نے دستخط کئے۔ بعد میں جن کی تعداد سینتیس ہوگئی۔ اس قرارداد پر مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے دستخط نہیں کئے۔ ان کے بارے میں آپ کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں؟

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

"الفضل ماشهدت به الاعداء" فضیلت تو وہی ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں۔

مشہور دیوبندی صحافی آغا شورش کاشمیری بھی مسلکی اختلاف کے باوجود تحریکِ ختم نبوت میں علماءِ اہلسنّت و جماعت کے کردار کو تسلیم کرتا ہے۔ اس نے اپنی کتاب "تحریکِ ختم نبوت" میں دو مقام